

مولانا محمد حنیفہ دستاوی

استاذ جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کوا (انڈیا)

## ٹیکنالوجی کا جنون یا نمرودیت و فرعونیت جدیدہ

مغربی سائنس داں: ”کریوٹیکس“ کرو، یعنی مردہ جسموں کو محفوظ کرو، ہم غریب دوبارہ زندہ کریں گے

### حقیقت یا سراب؟

اللہ رب العزت نے انسان کو روح اور مادہ یعنی جسم سے مرکب پیدا کیا اور دنیا کو دارالعمل والاخبار اور فانی اور آخرت کو دارالجزاء و سزا اور ابدی بنایا، ساتھ ہی انسان کو اختیار خیر و شر کا ملکہ عطا کیا، اور اسی اختیار پر آئندہ اس کی کامیابی و ناکامی کو موقوف رکھا، اگر وہ صرف مادہ پر محنت کرتا ہے، اور اصلاح باطن سے روگردانی اختیار کرتا ہے، تو یہ اس کیلئے باعث ہلاکت ہے: قرآن کہتا ہے ”و قد خاب من دساها“ جس نفس یعنی باطن کو بگاڑ دیا وہ برباد ہو گیا، و اگر تزکیہ نفس کرتا ہے تو یہ اس کیلئے باعث نجات ہے، قرآن کہتا ہے ”قد افلح من ذلکھا“ کامیاب ہو گیا وہ جس نے تزکیہ نفس کیا، اسی لیے پیر ذوالفقار نقشبندی فرماتے ہیں: کہ تزکیہ نفس کے بغیر جنت میں دخول ممکن نہیں، کیوں کہ احادیث سے ثابت ہے کہ جہنم سے گنہگار کو نکالا جائیگا، تو ایک نہر میں غوطہ دیا جائیگا جس سے دل اور نفس کی تمام برائیاں ختم ہو جائے گی، اور یہ بھی اہل سنت والجماعت کا مسلک ہے کہ مومن عاصی کو جہنم میں تزکیہ کیلئے ہی ڈالا جائے گا۔ مگر بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ”مصنعتی انقلاب“ کے بعد ”مغرب“ اور ”یورپ“ نے انسان کو ”مادیت“ کے دلدل میں پھنسا دیا ہے، اور مسلسل صدیوں سے یہی کوشش ہو رہی ہے کہ یہ ثابت کیا جائے کہ ”مادہ“ ہی سب کچھ ہے، اسی لیے انہوں نے اللہ کے وجود کا انکار سائنسی تحقیقات کی روشنی میں ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی، اور ساتھ ہی سارٹر جیسے طحہ سائنس داں نے مادہ اور دنیا کے لافانی اور ابدی ہونے کو بھی بے شک دلائل سے ثابت کیا ہے۔ گویا یہ کائنات خود بخود دینی ہے اور ہمیشہ رہے گی، ختم نہ ہوگی، یہ اکثر مغربی سائنس دانوں کا رجحان ہے، البتہ بعض محدودے چند ایسے سائنس داں بھی ہیں جو ان باتوں کو تسلیم نہیں کرتے، اور دنیا کے آغاز اور فنا ہونے کا نظریہ رکھتے ہیں، اگرچہ وہ غیر مسلم ہیں، مگر ہمارے بعض (بے جا) وسعت ظرفی کا مظاہرہ کرنے والوں نے انہیں ”مومن سائنس داں“ کا لقب دینے کی جسارت کی ہے، جو صحیح نہیں جب تک ایمان باللہ اور ایمان بالرسول کا مظاہرہ ان کی جانب سے نہ ہو، ہم انہیں ”مومن سائنس داں“ نہیں کہہ سکتے۔

بات دراصل یہ ہے کہ ایک عرصہ پہلے، اردو ٹائمز میں سائنس پر ایک مضمون پڑھا تھا، جس میں یہ موازنہ کیا گیا تھا کہ سائنس اور قدرت کا تقابل ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اور اس میں مختلف سائنس دانوں کے نظریات بیان کیے گئے تھے، بعض سائنس داں کو کہنا تھا کہ قدرت کا مقابلہ سائنس نہیں کر سکتی، اور بعض کا کہنا تھا کہ (العیاذ باللہ) سائنس قدرت کا مقابلہ ہی نہیں، بلکہ اس کو پچھاڑ بھی سکتی ہے۔ بندہ کو اس دوسرے گروہ اور طائفہ پر بڑی حیرت ہوئی، کہ عجیب عقل کے مارے ہوئے ہیں یہ سائنس داں، جو تحقیق اور ریسرچ اسکالر اور اپنے ذہن و فطین ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں، جب کہ ان کو اتنی موٹی سی بات بھی نہیں سمجھتی ہے، کہ کہاں لا محدود قدرت الہی اور کہاں محدود و محدود عقل انسانی یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے؟ کہ محدود، غیر محدود کا مقابلہ کر سکے؟ تب میری سمجھ میں آیا کہ قرآن جو غیروں کو کبھی ”سفہاء“ کہتا ہے، کبھی ”میت“ اور ”موتی“ کہتا ہے، کبھی ”اعمی اصم اور ابکم“ کہتا ہے، کبھی ”لا یعقلون“، کبھی ”لا یعلمون“، ”لا یبصرون“، ”لا یسمعون“ کہتا ہے بالکل صحیح اور درست کہتا ہے۔ واقعہً ان کا یہی حال ہے۔ ایک مدت تک میں سمجھا ان کا دعویٰ محض دعویٰ، مگر جب اس ماہ (یعنی ذوالحجہ) عربی مجلہ ”المجتمع“ ہاتھ لگا تو میری حیرت اور تعجب کی انتہا نہ رہی؛ کیوں کہ اس میں تین مضامین یکے بعد دیگرے، پے در پے ایک ہی موضوع پر تھے اور وہ موضوع کیا ”کریونیکس“، یعنی انسانی مردہ بدن کو اس غرض سے محفوظ رکھنا کہ وہ دوبارہ سائنس دانوں کی کوشش سے دنیا ہی میں زندہ کیا جاسکے گا!!!

گویا سارٹ کے نظریہ ابدی کو عملی طور پر ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی جا رہی ہے، بندہ نے ”المجتمع“ اور اس کے علاوہ چند دیگر ویب سائٹوں سے اس موضوع پر مواد اکٹھا کرنے کی کوشش کی ہے، امید ہے کہ اسلامی ”نظریہ فناء دنیا کا تحقین“ اور سائنسی ”نظریہ ابدیت مادہ“ کی تردید اور تخلیط کی اس کے ذریعہ ممکن ہو سکے گی۔

علمی ترقی انسان کا فطری تقاضا: اس میں کوئی شک نہیں کہ انسان کو اللہ رب العزت نے جب سے وجود

بخشا ہے تب ہی سے علم کو اس کی طبیعت کا ایک لازمی عنصر بنا دیا ہے، یہ عجیب امر ہے کہ قرآن کے بیان صادق کے مطابق، اللہ نے جب اسے پیدا کیا، تو پیدا کرنے کے بعد سب سے پہلے اسے علم سے وابستہ کیا کیوں کہ علم ہی وہ جوہر تھا جس سے خیر اور شر کے درمیان تمیز کا ملکہ پیدا ہوتا، اور علم بھی اللہ نے خود معلم بن کر سکھایا، اب ذرا غور کیجئے جس انسان کا سب سے پہلا معلم، اور استاد خود اس کا خالق و مالک جو حکیم و عظیم، خیر و بصیر، معبود برحق اللہ جل جلالہ ہو، اس کو علم سے کیسا شغف اور تعلق ہوگا، اسی علم الہی کی برکت ہے، کہ ہزاروں سالوں کے بعد بھی آج انسان کے ایک طبقہ میں خیر اور شر کے درمیان حق و باطل کے مابین امتیاز کا دھفہ موجود ہے، علم کی اہمیت کا اندازہ اس سے بھی ہوتا ہے کہ اللہ نے رہنے سہنے، کھانے پینے اور نکاح بیاہ، سب کا انتظام علم سیکھانے کے بعد کیا، اور اسی علم کی وجہ سے مسجود ملائکہ اور اشرف المخلوق کا رتبہ عطا کیا، مگر یہ سوچنا چاہئے کہ آخر کیوں ایسا بڑا رتبہ اور اتنی بڑی اہمیت علم کو دی گئی؟ تو اس کا جواب یہی ہے کہ وہ شر کو چھوڑ کر خیر کو اختیار کرے، کیوں کہ اللہ خیر اور حق کو پسند کرنے والا ہے، گویا وہ اسی علم الہی کی وجہ سے وصول الی

اللہ جیسی عظیم نعمت سے مالا مال ہو جائے، جو انسانی زندگی کا مقصد اور منہی ہے، لہذا انسان کو علم اس لیے سیکنا چاہئے کہ وہ اللہ تک رسائی حاصل کر لے، نہ اس لیے کہ (العیاذ باللہ) وہ اللہ کو اہلہم مقابل بنا کر اس کی لاحد و قدرت کے مقابلہ پر اتر آئے، اگر وہ ایسا کرتا ہے تو یہ حماقت ہے، اور جس چیز کو علم کا نام دے کر وہ ایسا کر رہا ہے، وہ علم نہیں، جہل ہے، مگر عقل سے کوراہونے کی وجہ سے وہ اسی جہل کو علم تصور کرتا ہے، علم جدید (سائنس) جو درحقیقت فن جدید کہے جانے کا صحیح مصداق ہے، وہ اس وقت اسی دہانے پر کھڑا ہوا ہے، جس کی بین اور واضح بے شمار مثالیں اور شہادتیں موجود ہیں ان میں سے ایک ”کریونیکس Cryonics“ ہے، جس کو ہم نے موضوع بحث بنایا ہے، کیا ہے؟ یہ ”کریونیکس“ کو آئیے ہم جاننے کی کوشش کرتے ہیں۔

”کریونیکس“ کیا ہے؟ ”کریونیکس“ کے بارے میں اسلام کیا کہتا ہے؟ اس کو بیان کرنے سے پہلے ہمیں ”کریونیکس“ کو سمجھنا ہوگا، کیونکہ شریعت کسی بھی چیز پر بلا تحقیق حکم مسلط نہیں کرتی ہے، بلکہ پہلے اس کی پوری حقیقت کا بغور مطالعہ کرتی ہے، اس کے بعد دنیا و آخرت میں اس کے کیا نتائج اور مصالح و مفاسد مرتب ہوتے ہیں اس کا معائنہ کرتی ہے، افراد اور معاشرہ دونوں کیلئے وہ چیز کس حد تک مفید اور کس حد تک مضر ہے، غرضیکہ اس کے تمام مالمہ و ماعلیہ کو بغور معلوم کر لینے کے بعد کوئی حکم مرتب کرتی ہے، یہ چیز جائز ہوئی چاہئے یا ناجائز۔

سائنس سیاست اور قلم سازوں کا باہمی تعاون !!! ایک مدت سے ایک عجیب بات منظر عام پر آرہی ہے، وہ یہ کہ اہل سیاست اور اہل سائنس کسی چیز کو سیاسی یا سائنسی میدان میں پردہ پر لانے سے پہلے، اس کی کہانی بنا کر اس پر فلم بناتے ہیں، اور پھر اس فلمی پردہ پر اس کی قبولیت کے بعد، اسے حقیقی صورت دینے کی کوشش کرتے ہیں، نائن لیون کے واقعہ میں بھی یہی کچھ ہوا (جس کی تفصیلات آپ نذر الحفیظ عدوی کی مقبول کتاب کے نئے ایڈیشن میں پڑھ چکے ہیں)، اب ”کریونیکس“ کے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی ہو رہا ہے، اس سے اس بات کا اندازہ ہوتا ہے ”قندساز“ ادارے اور کمپنیاں کتنی چابک دستی اور مکاری کے ساتھ فکر انسانی پر تسلط حاصل کرنے کی کوشش کر رہی ہے، گویا ان کا اصل ہدف انسانی قوت فکر، اور انسانی قوت عقل پر غالب آکر، اس پر تادیب مسلط رہنا اور ساتھ ساتھ یہ بھی تاثر دینا ہے کہ ہم اتنی ترقی کر چکے ہیں، کہ موہوم اور خیالی چیزوں کو بھی حقیقت میں بدل سکتے ہیں، لہذا اب انسانوں کو ہماری ہی بات تسلیم کرنی چاہئے، اور سب سے بیزار ہو جانا چاہئے۔

”دیمہ الجابر“ اپنے عربی مضمون ”کریونیکس“ میں تحریر کرتی ہے کہ ”ایک مدت پہلے ہم نے امریکی فلم کار ”جاک لندن“ کی تحریر کردہ ایک کہانی کا مطالعہ کیا تھا، جس کا عنوان تھا ”آلاف المیتات“ (A thousand Deaths) یعنی ہزاروں مردے، جس کا خلاصہ یہ تھا کہ ایک باپ جو علم الحیات کا باہر ہوتا ہے، اس بات کی کوشش کرتا ہے کہ وہ مردہ کو زندہ کرے، گویا وہ اپنے بیٹے پر یہ تجربہ کرتا ہے، کبھی اس کو زندہ کر دے کہ موت کے گھاٹ اتار دیتا ہے، پھر اسے زندہ کرتا ہے،

کبھی گلا گھونٹ کر مارتا ہے، پھر اسے زندہ کرتا ہے، اور زندہ کرنے کیلئے اس کو مارنے کے بعد اس کے جسم کو محفوظ رکھنے کی خاطر برودت میں جمائے کیلئے رکھ دیتا، اور پھر کیمیائی مواد کو مرکب کر کے اسے تجدید شدہ جسم کو دوبارہ زندہ کرنے کیلئے نہ کرتا، اور اس طرح وہ زندہ ہو جاتا، گویا مکمل موت کے بعد وہ دوبارہ زندہ ہو جاتا، پھر قصہ اس بات پر ختم ہو جاتا کہ یہی طرح بیٹا اس کے باپ اور اس کے معاونین سے کبھی خلاصی حاصل کر کے راہ فرار اختیار کر لیتا۔ جب میں نے اس کہانی کو پڑھا تھا، اس وقت میرے خواب خیال میں بھی نہ تھا کہ دنیا میں اس مفروضہ کہانی کو حقیقت کا روپ دینے کیلئے بے جا جسارت کی جائے گی، کیوں کہ میں مسلمان ہوں، میرا عقیدہ ہے ”موت“ ایک حقیقت ہے، اور موت کے بعد انسان کی روح یا تو جنت میں چلی جاتی ہے، یا جہنم میں، گویا وہ مکمل طور پر محبوس ہو جاتی ہے، اس کا اعادہ اللہ کے علاوہ کسی کیلئے ممکن نہیں، کیوں کہ وہ زندگی کے مرحلہ ثانی یعنی برزخ میں پہنچ جاتی ہے، قرآن کا صاف اعلان ہے ”حَتَّىٰ اِذَا جَاءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعْنِي لَعَلِّيْ اَعْمَلُ صَالِحًا فِيمَا تَرَكْتُ كَلَّا اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَائِلُهَا وَمِنْ وَرَآئِهِمْ بَرْزَخُ الْمَيِّتِ يَوْمَ يُحْشَرُونَ“ (سورۃ المؤمنون) ”یہاں تک کہ جب ان میں کسی کو موت آپہنچے گی تو وہ کہے گا، اے میرے رب، مجھے دوبارہ دنیا میں بھیج دے، تاکہ میں نیکی کر کے آؤں جس کو میں نے پہلے فراموش کر دیا تھا، (جواب ملے گا) ہرگز یہ آرزو پوری نہ ہو سکے گی، اس کا یہ قول صد ابصر اثبات ہوگا، اور ان کیلئے حیات دنیوی کے بعد حیات برزخ ہوگی، قیامت کے دن تک“ یہ آیت۔ یہ مسلمانوں کو درس دے رہی ہے کہ انسان زندگی کے تین مراحل سے گزرے گا، حیات دنیا، ولادت سے موت تک، حیات برزخ، موت سے قیام قیامت تک، اور حیات آخرت یوم الحساب سے ابد الابد تک کے لیے، عجب نہیں اللہ رب العزت نے اس آیت کریمہ سے مسلمانوں کو پہلے ہی اس بات پر متنبہ کر دیا ہو کہ کوئی کیسا ہی دعویٰ کیوں نہ کرے؟ یہ ممکن ہی نہیں کہ دنیا میں موت کے بعد انسان یا کسی بھی حیوان کو زندہ کیا جاسکے، تم اس کے موہوم دعویٰ پر کبھی بھروسہ اور اعتماد نہ کرنا، بلکہ اللہ ہی کے دعویٰ پر اعتماد اور یقین رکھنا، اگر تم اس کی کتاب اور اس کے معبود برحق ہونے کا ایمان رکھتے ہو، بہر حال سائنس دانوں کے اس دعویٰ کو موہومہ پر عمل درآمد کرتے ہوئے دنیا میں یہ سلسلہ شروع ہو چکا ہے، کہ انسانوں اور جانوروں کے مردہ جسموں کو اعادہ حیات کی امید پر ”کریونیکس (Cryonics)“ کیا جا رہا ہے۔

”کریونیکس“ ایک تعارف: ”کریونیکس“: یہ ایک سائنسی اصطلاح ہے، آکسفورڈ انگلش ڈکشنری کے صفحہ

۱۳۷/ پر ہے: Cryonics کہا جاتا ہے

”Process of freezing a body at the moment of its death with the hope that ”

”it will be brought back to life at same future time. P317

مستقبل قریب میں اعادہ حیات کی امید پر موت کے بعد بدن اور جسم کو منجمد کرنے کیلئے کوئلے یعنی ٹھنڈک میں رکھ دینا۔

سائنس دانوں نے یہ تجربہ کیا کہ جب کسی چیز کو شدید برودت میں رکھا جائے تو وہ گلنے اور سڑنے سے محفوظ ہو جاتی ہے، اسی تجربہ کے نتیجے میں لاجچہ یعنی فریج ایجاد کیا گیا، اب اسی کو آگے بڑھاتے ہوئے یہ کہا جا رہا ہے، کہ انسانی لاشوں اور حیوان کی مفقود ہونے والی انواع کو بھی بڑے بڑے کولڈ سینٹروں میں، مختلف کیمیائی مادوں کے سہارے محفوظ کیا جائے اور اس کو زندہ کرنے کی کوشش کی جائے۔ دوسری جانب یہ بات بھی قابلِ تعجب ہے، کہ خود اس فن کے ماہرین اس بات کا اعتراف بھی کر رہے ہیں، کہ یہ بات قطعی اور یقینی نہیں ہے، کہ ہم مردار کو زندہ کرنے پر قادر ہو ہی جائیں گے، اور اگر بالفرض قادر ہو بھی گئے تو اس بات کی بھی کوئی یقین دہانی اور گارنٹی نہیں کہ یہ محفوظ اجسام پہلے کی طرح حرکت اور کام کاج پر قادر ہو سکیں گے، بلکہ یہ بھی ممکن ہے کہ طویل عرصہ گزر جانے کی صورت میں کمزوری اور بڑھاپے کا مزید شدت سے احساس ہو، مزید برآں یہ بھی ممکن ہے کہ وہ زندہ ہونے کے بعد انسانی معاشرے سے نفور بھی اختیار کر لے، یا انسانوں اور اپنے ہم جنسوں سے بالکل یہی ناطہ توڑ لے، مگر پھر یہ بھی دعویٰ کرتے ہیں کہ اگر ایسا ہوا تو سائنس اس کا بھی علاج تلاش کر کے اس کے بڑھاپے کو جوانی سے تبدیل کر دے گی، اور اس کو ایسا محفوظ و مامون کر دے گی، کہ کوئی بیماری ہی لاحق نہ ہونے پائے گی، تو علاج کا تو سوال ہی کہاں پیدا ہوگا۔

اس مذکورہ بالا پیرا گراف پر اگر آپ غور کریں تو اس نتیجے پر پہنچیں گے کہ یہ سب متضاد دعوے محض وہم اور انکل ہے، جس کے پیچھے کوئی حقیقت نہیں۔ قرآن نے ایسے ہی لوگوں کے بارے میں کیا خوب کہا ہے ”ان یبعون الا الظن و ان الظن لا یغنی عن الحق شینا“ یہ لوگ محض انکل کے پیچھے لگے ہوئے ہیں، اور انکل اور ظن حق تک رسائی میں ذرہ برابر مدگار ثابت نہیں ہوتا، اور تاریخ اس پر شاہد ہے کہ آج تک کوئی وہمی نظریہ اپنی حقانیت کو ثابت نہیں کر سکا، بلکہ اگر آپ قرآن کی روشنی میں ماضی بعید کے متردین میں ”فرعون“ کے دعویٰ کو پڑھیں گے، تو آج کے ان گمراہ سائنس دانوں اور اس میں مماثلت پائیں گے، کیوں کہ ایک طرف وہاں بھی موسیٰ علیہ السلام نے اس کے سامنے یہی اعلانِ حق کیا تھا، کہ میں رب العالمین الہ واحد کو اپنا معبود جانتا ہوں، تو فرعون نے کہا تھا: کہ اے ہامان اونچی تعمیر کھڑی کر دتا کہ میں موسیٰ کے رب کو جھانک کر (العیاذ باللہ) اس کا مقابلہ کر سکوں، اور ادھر قرآن بھی چودہ سو سال سے اسی اعلانِ برحق کی صدائیں لگا رہا ہے، قرآن حقائق کو بیان کرتا ہے، ان گمراہ سائنس دانوں کی طرح غلطیاں کو نہیں بیان کرتا۔ قرآن نے فرعون کے واقعہ اور خاص طور پر واقعہ کے اس جزء کو اہتمام کے ساتھ بیان کیا ہے، شاید وہ اسی لیے ہو، کہ فرعونیت کی مثالیں جس طرح کسی زمانہ میں معمری تہذیب کا جزء رہی ہے، نام اور اسلوب بدل کر مادی ترقی کے دور میں بھی اس کا ظہور ہونے والا ہے جس کے نتیجے میں مغربی تہذیب کے یہ چیزیں جزء بننے والا۔ اسی لیے پہلے ہی سے قرآن نے اس کے جوابات ماضی کے واقعات کی روشنی میں بیان کر دیئے، اور ساتھی ہی نتائج بھی تاکہ ہم مسلمانوں کو ہر وقت اس پر تنبیہ ہوتی رہے، اور ہم اس طرح کے کسی بھی برا بیگناہ سے متاثر نہ ہو سکیں۔ ولله الحمد حمداً

بلقیہ ہشانہ علی ذالک!

آلکور تنظیم اور ”کریونیکس“: امریکہ کی ”اریزونا“ ولایت میں ”سکوتدیل“ شہر میں ایک ”آلکور“ نامی کمپنی

ہے، جس کی تاسیس ۱۹۷۲ء میں عمل میں آئی، جو ”تجمید“ کیلئے مشہور و معروف ہے، اس کا خود اپنے بارے میں یہ کہنا کہ ہمارا ادارہ اور تنظیم انسانی زندگی کی حفاظت کیلئے بغیر نفع کے کام انجام دے رہا ہے، اس کا یہ بھی کہنا ہے کہ اگرچہ وہ اس پوزیشن میں نہیں کہ مردہ زندہ کر دے مگر موت کے بعد انسانی جسموں کے خلیا کو باقی رکھنے اور اس کی حفاظت میں لگا ہوا ہے، اسی لیے اس ادارے میں کام کرنے والا اسٹاف، مردہ جسموں کو لاش کہنے کیلئے رضامند نہیں، بلکہ وہ یہ کہتے ہیں کہ یہ مریض اور بیمار لوگ ہیں، گویا موت کی وجہ ان کی زندگی کچھ وقت کیلئے رک گئی ہے (اس کے زعم باطل کے مطابق) وہ کبھی نہ کبھی زندہ کئے جائیں گے۔ حیرت انگیز بات تو یہ کہ ہر لاش کیلئے جوان کی کمپنی میں رکھی جاتی ہے، ایک فائل ہوتی ہے، جس میں اس کے خطوط اور رسائل کو محفوظ کیا جاتا ہے، تاکہ زندہ ہونے کے بعد اسے پڑھ سکے۔

”کریونیکس“ کی صورتیں: ”کریونیکس“ ایک سائنسی اصطلاح ہو چکی ہے، لہذا ہم نے بھی اس کو دیا ہی استعمال کیا ہے کیوں کہ آکسفورڈ ڈکشنری میں، ”کریونیکس“ کی اصطلاح بیان کرنے کے بعد اس کے آگے تحریر کیا ہے کہ (Noun) یہ نام ہے۔ ”کریونیکس“ کی دو صورتیں ہوتی ہیں:

(۱) پورے جسم اور بدن کو ”کریونیکس“ کیا جاتا ہے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ صرف سر اور دماغ کو ”کریونیکس“ کیا جاتا ہے، اسلئے کہ سائنس دانوں کے بیان کے مطابق ”اصل عضو نیسی“ سر اور دماغ ہے اگر وہ محفوظ ہو جائے، اور آئندہ اگر یہ ممکن ہو سکے کہ مردہ زندہ ہو جائے، تو بعد میں دیگر اعضاء کا بنانا آسان ہو جائے گا، گویا ان کا دعویٰ یہ ہے کہ جب ناممکن یعنی موت کے بعد حیات ممکن ہو جائیگی، تو اسکے بعد جسم بنانا کوئی بڑی بات نہیں، گویا اعلیٰ پر قدرت کی صورت میں ادنیٰ پر قدرت بدرجہ اولیٰ آسان ہو جائے گی، مگر ان کے اس دعویٰ پر بھی تعجب کہ وہ ہزار کوشش اور محنت کے باوجود اب تک اصل اعضاء کی طرح اعضاء ہی نہیں بنا سکے، تو کیا وہ موت کے بعد دوبارہ حیات کے اعادہ پر قادر ہو سکیں گے؟ الا الہم ہم السفہاء و لکنہم لا یعلمون!

”کریونیکس“ کے مراحل:

(۱) تثبیت (Stabilization): اس عمل کو کہا جاتا ہے جس میں میت کی بوڑی کو سب سے پہلے ایسے کمرے میں رکھا جاتا ہے جس میں برف ہی برف ہوتا ہے تاکہ اس کو دوسرے آلات وغیرہ لگائے جانے سے پہلے، سڑن سے بچایا جاسکے، گویا یہ تمہیدی عمل ہوتا ہے۔

(۲) نقل (Transportation): تعینتی عمل کے بعد مردہ کے جسم کو ایسے کمرے میں منتقل کیا جاتا ہے جہاں جہاں اس پر ”تجمیدی عمل کا اجراء“ کیا جاتا ہے، اس کیلئے انتقال کو حکمت کی جانب سے اجازت نامہ لینا

ضروری ہوتا ہے، امریکہ میں بہت سی اسپتالوں کے پاس یہ لائسنس یعنی اجازت نامے پائے جاتے ہیں۔

(۳) کیمیائی مواد کا الحاق (Cryoprotectants Profusion): تجمیدی عمل کے مکمل ہونے کے بعد اس کے دماغ اور جسم کو طویل مدت تک باقی رکھنے کیلئے ایسا کیمیائی مواد اس کے بدن اور دماغ میں بھردیا جاتا ہے جس سے وہ کسی طرح کی خرابی سے دوچار نہ ہونے پائے اور پھر کچھ مدت اس پر کڑی نظر رکھی جاتی ہے، کہ کہیں مواد کے الحاق کے بعد بھی کوئی تہدیلی تو واقع نہیں ہو رہی ہے؟ تاکہ تہدیلی کی صورت میں کوئی اور کیمیائی مواد کو شامل کیا جائے۔

(۴) تبرید (Cooling): کیمیائی مواد کے الحاق کے بعد دو ہفتے کے لیے اُسے بالکل بارد اور ٹھنڈے کمرے میں رکھ دیا جاتا ہے جہاں ٹھنڈک صفر پوائنٹ ۱۹۶ ڈگری ہو یعنی 0.169۔

(۵) طویل الامد کیر (Long Term care): اخیر میں جب ان تمام مراحل سے مردہ کے جسم کو گذار دیا جاتا ہے، تو سیال ٹھنڈی جن کے کیمیائی مادہ سے بھر ہوئے ’المونیم‘ میں رکھ دیا جاتا ہے جس کی ٹھنڈک اور بردت 0.196 ڈگری ہوتی ہے اور اس میں اسے دراز رکھا جاتا ہے اور پھر اس کو بھاری بھر کم مخصوص صندوق نما میں رکھ دیا جاتا ہے، وہ صندوق نما اتنا بڑا ہوتا ہے، کہ اس میں چار مردہ جسموں کو آسانی کے ساتھ رکھا جاسکتا ہے، پھر اس پر لوہے کی چادر کو تان کر اسے پیک کر دیا جاتا ہے اور اس سے یہ امید وابستہ کر دی جاتی ہے، کہ ایک نہ ایک دن جب سائنس اور ٹیکنالوجی اس حد پر پہنچ جائے گی، کہ وہ مردہ کو زندہ کر سکے تو انہیں زندہ کر دیا جائے گا، بالکل اسی طرح جیسے ’فرعونہ مصر‘ کی لاشوں کو ’’حوط‘‘ کر کے ان کے ماننے والوں نے ’’مسمیوں‘‘ کی صورت میں چھوڑا ہے انہوں ان کیلئے کھانا وغیرہ رکھا تھا، تاکہ وہ زندہ ہونے کے بعد کھائیں گے، تو انہوں اپنی ’’علیت پسندی‘‘ کا مظاہرہ کرنے کیلئے ’’فائلین‘‘ رکھیں ہیں، جس میں ان کے مراسلات اور پیغامات ہوتے ہیں، اگر غور سے مقارنہ کیا جائے تو جاہلیت کی اس قدیم تہذیبوں اور سائنس اور ٹیکنالوجی کے نام اسی نئی جاہلی تہذیب میں مکمل یکسانیت پائی جاتی ہے، ذرا سوچئے! کیا اسی کو ترقی کہیں گے؟ یا اسے ’’جاہلیت جدیدہ‘‘ اور ’’فرعونیت جدیدہ‘‘ کا نام دیا جائے۔

میرے خیال میں اسے ترقی کے بجائے انہیں آخری دونوں سے یاد کیا جانا زیادہ مناسب اور حقیقت سے

قریب ہی نہیں بلکہ عین حقیقت ہے۔

”کریونیکس“ پر ہونے والے مصارف: ہم آپ کو یہ بھی بتاتے چلیں کہ اس موہوم ہی نہیں ناممکن امر کے پیچھے کتنے مصارف ہوتے ہیں، ایک اندازے کے مطابق ایک لاش کو ’’کریونیکس‘‘ کرنے کے پیچھے تقریباً ایک لاکھ پچاس ہزار امریکی ڈالر خرچ ہوتے ہیں اور اگر صرف دماغ کو ’’کریونیکس‘‘ کرنا ہو تو پچاس ہزار امریکی ڈالر۔ یہ اس شخص کیلئے جو امریکہ میں مقیم ہو اور اگر وہ امریکہ کے باہر کسی اور ملک میں ہو تو مصارف اور بڑھ جاتے ہیں اور لاش اور ہوائی جہاز سے امریکہ لانے اور اس کی اجازت وغیرہ میں خرچہ پچاس ہزار امریکی ڈالر ہو جاتا ہے، یوں دولاکھ امریکی ڈالر

۱ ضرورت پڑے گی۔

اب ذرا غور کریں، یہ ”وہم کی بیخ نہیں تو اور کیا ہے؟ ایک غیر یقینی اور ناممکن امر کے پیچھے اتنی خطرہ رقم خرچ کی جاتی ہے، اگر یہی رقم غرباء و مساکین پر خرچ ہو تو انسانیت کے دعویٰ میں کچھ صداقت کی بوجھ پیدا ہو سکتی ہے، یہ تو انسانیت سے گری ہوئی بات ہے، ”کریپٹیکس“ کو صرف مغرب کے ملحدین ہی نہیں تسلیم کر رہے ہیں، بلکہ بہت سے روشن خیال مسلمان بھی اس پر اعتماد کرنے لگے ہیں، بل کہ ایک کمپنی (Cryonet) تو مسلمانوں میں ”کریپٹیکس“ کی معلومات عام کرنے میں سرگرم ہے، تاکہ نام نہاد، روشن خیال مسلمانوں کو بھی اپنے جال میں پھنسا یا جائے، اور اس طرح اپنی موہوم ”انسانیت نوازی“ کے نام کی جانے والی بیخ سے منافع حاصل کئے جائیں۔

اب اخیر میں ہم علماء اسلام کے چند ”ماہرین حیاتیات“ اور چند ”غیر مسلم سائنس دانوں“ کی رائے اس سلسلے میں بیان کرتے ہیں، تاکہ اسلامی اور سائنسی نقطہ نظر سے بھی اس کی حقیقت سامنے آجائے۔

اسلام کا کریپٹیکس کے بارے میں موقف: جامعہ کویت کے استاذ حدیث الدکتور یحییٰ اسماعیل ”کرپٹیکس“ کی حرمت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ”کریپٹیکس“ کا یہ عمل اسلامی نقطہ نظر سے پچھتہ وجوہ حرام ہے:

(۱) ”کریپٹیکس“ قرآن کریم اور احادیث مبارکہ کے موقف کے بالکل برخلاف ہے یہ عمل اور فکر اس لیے ہے کہ قرآن کا اعلان ہے ”منہا خلقناکم و فیہا نعیدکم و منہا نخرجکم ثارۃً آخری“ (سورہ طہ)۔ ہم نے اے انسانو! تمہیں مٹی سے پیدا کیا اور اسی میں لوٹائیں گے اور اسی سے دوبارہ ہم زندہ کریں گے۔ گویا ”اعادۃ حیات“ کی ”قدرت“ اللہ کو حاصل ہے، نہ کہ انسان کو، چاہے وہ کتنی ہی ترقی کیوں نہ کر لے۔

(۲) جب شریعت مطہرہ نے کفن میں ضرورت سے زائد استعمال کرنے کو ناجائز قرار دیا اور اسے اسراف میں شمار کیا تو ”کریپٹیکس“ کے غیر اسلامی عمل کیلئے لاکھوں روپیوں کے بے جا اسراف کی اسلام کیسے اجازت دے سکتا ہے؟

(۳) شریعت میں موت کی دو صورتیں ہیں: ایک موت معنوی اور دوسرا موت حقیقی۔ موت معنوی سے مراد قوت عقل کی موت، یعنی اگر وحدانیت اور آخرت وغیرہ سمجھ میں نہ آئے، تو قرآن اسے موت معنوی سے تعبیر کرتا ہے، جیسا کہ سورہ فرقان کی آیت نمبر ۳۴ اور سورہ الاعراف کی آیت نمبر ۱۷۹ میں مذکور ہے۔ اور دوسری روح کا بدن سے جدا ہونا اور اسے قرآن نے موت حقیقی کہا، جیسا کہ ”لکل نفس ذائقۃ الموت“ وغیرہ آیات میں مذکور ہے۔

(۴) یہ عمل انسان کی کرامت اور بزرگی کے بھی خلاف ہے اس لیے کہ شریعت نے اسے وقار کے ساتھ مٹی کے سپرد کرنے کا حکم دیا ہے۔

(۵) اسی عمل پر اعتقاد گویا ایک ”مسلّم عقیدہ“ سے انحراف کے مترادف ہے، گویا ”فناء“ کا انکار اور ”ابدیت“ پر ایمان



اسی طرح الدکتور شحات جندی اور الدکتور محمد دسوقی اسی طرح شیخ مصباح حماد ان تمام علماء عرب و مصر نے اس کی حرمت کو اسلامی عقیدہ کے خلاف ہونے پر مختلف آیات اور احادیث سے ثبوت فراہم کیا ہے، اور مسلمانوں کو یہ پیغام دیا ہے کہ: ”اے مسلمانوں! اپنی کامل و مکمل شریعت شریعت اسلامیہ پر مضبوطی کے ساتھ جم جاؤ، اور آخرت کا پورا یقین رکھو جیسا کہ قرآن کریم اور احادیث مبارکہ میں بکثرت اس کا ذکر وارد ہے۔“

دانشوروں اور سائنس دانوں کا موقف: امریکہ کا ایک مسلمان دانشور حمزہ یوسف Islam for Today سے بات چیت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: بڑے افسوس کی بات ہے کہ نکلنا لوجی کے جنون نے مادہ پرستی کو اس حد تک پہنچا دیا ہے، کہ ”طول حیات“ اور ”اعادۂ حیات“ کی توقعات باعہمی جارہی ہے، اور ”اعادۂ حیات“ کیلئے جسموں کو مرنے کے بعد محفوظ رکھنے کا عمل کیا جا رہا ہے، جس سے غیر تو غیر بہت سے مسلمان بھی متاثر ہو کر انحراف فکری کا شکار ہو رہے ہیں، ظاہر بات ہے کہ مادہ پرستی انسانوں پر ایسی مستولی ہو چکی ہے کہ وہ روحانیت سے بالکل بے بہرا ہو چکے ہیں: زهد فی الدنیا اور جہاد بالنفس تو گویا عنقا ہوتا نظر آ رہا ہے۔

جامعہ اسکندریہ کے طبیہ فیکلٹی کے پروفیسر ڈاکٹر نبیل حمیدہ کہتے ہیں کہ: ”کریونیکس“ کا نظریہ محض ایک خیالی پلاؤ کے علاوہ کچھ بھی نہیں قلب کے عمل سے روکنے کے بعد حیات کی امیدیں کوئی معنی نہیں رکھتی، مجھے اس بات پر بڑے حیرت ہے کہ اپنے آپ کو ماہر کہنے والے کیسے اس بات کا دعویٰ کر رہے ہیں؟ کہ اعادہ حیات ممکن ہے؟ اور کیسے وہ اس بات کا اظہار کر رہے ہیں کہ موت حقیقت نہیں، مرض ہے۔ اور مرنے والا مردہ نہیں بلکہ مریض ہے؟

اسی طرح ڈاکٹر فخری صالح وزارت عدل مصر کے رکن اور طب کے ماہر کہتے ہیں کہ: ”کریونیکس“ دراصل قوانین الہیہ سے مقابلہ آرائی کے مترادف ہے اور یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ وہ قوانین الہیہ کو توڑ دیں، مجھے ان پر حیرت ہے کہ کیونکہ ایسے امر پر اصرار کر رہے ہیں، جو نتیجہ خیز ثابت ہو ہی نہیں سکتا، بلکہ ضرر انگیز ثابت ہو سکتا ہے اور اس طرح فخری صالح نے نبیل حمیدہ کی تائید کی۔

ڈاکٹر نبیل حمیدہ سے جب سوال کیا گیا کہ جب موت ایک حقیقت ہے تو پھر کیوں اہل مغرب ان ”نادان دوست“ سائنس دانوں کے جال میں پھنس رہے ہیں، تو بڑا عمدہ جواب دیا اور کہا کہ بات دراصل یہ ہے کہ انسان بہر حال موت کو پسند نہیں کرتا، اور یہ اس میں طبعی امر ہے، شیطان مردود نے بھی حواء اور آدم علیہما السلام کو ورغلائے میں یہی حربہ استعمال کیا تھا اور کہا تھا ”ما لہا ربکما عن هذه الشجرة الا ان تكونا ملکین او تكونا من النخال الدین“ تمہارے پروردگار تم دونوں کو محض اس لیے اس درخت سے باز رہنے کو کہا کہ تم فرشتے بن جاؤ گے، یا ابدیت دوام اختیار کر لو گے، اور وہ کچھ حد تک اپنے اس حربہ میں کامیاب بھی ہو گیا، بس آج کے سائنس دان بھی گویا یہی دوسرے شیطانی کا اعادہ کر رہے ہیں۔

**و شہد شاهد من اہلہا:** امریکہ کے ہی ایک ”یورک“ یونیورسٹی کے پروفیسر ڈیوڈ بیج BBC سے بات کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ: ”کریونیکس“، یعنی عملِ تجدید سے مردہ جسموں کو باقی رکھ دینا اس امید پر کہ انہیں دوبارہ زندہ کیا جائے گا، محض ایک وہم اور خیال ہے، کوئی ایک دلیل اور قرینہ بھی ایسا نہیں جو اعادۂ حیات کے امکان پر دال ہو، اور اس محض وہمی نظریہ کو سائنس کی ترقی یا علمی پیش قدمی کہنا سراسر بے بنیاد ہے، بالفرض اگر سائنس داں اعادۂ حیات پر قادر بھی ہو جائے جو ناممکنات میں سے ہے تب بھی اس عملِ تجدید سے جو شدید قسم کے نقصانات ہو رہے ہیں اس کا کیا؟ اور اخیر میں اس نے اعتراف کیا کہ یہ عملِ تجدید موقی محض اس فرعونی نظریہ مومیاء کی تجدید کے علاوہ کچھ نہیں، جو ہزاروں سال گذر چکے ہیں مگر آج تک ان کی اعادہ حیات والی توقعات پورنی نہ ہو سکی تو ان سائنس دانوں کی توقعات کیا پوری ہوگی!

خلاصہ یہ کہ عملِ تجدید اور ”کریونیکس“ محض ایک امر خیالی اور دھوکہ ہے یہ محض اس نظریہ الحادی کو ثابت کرنے کی ناکام جسارت ہے جو قیامت اور فناء روح کی مویہ ہیں، اور نمرودیت کا دعویٰ ہے، جیسا کہ حضرت ابراہیمؑ سے جب اس نے دریافت کیا، کہ رب کون ہے؟ تو آپ نے جواب دیا، ”ہو الذی یحی و یمیت“ میرا پروردگار وہ ہے، جو مردہ کو زندہ اور زندہ کو مردہ کرتا ہے۔ تو اُس بیوقوف نے جو ان سائنسدانوں کی طرح رہا ہوگا، کہا تھا ”انا احی و امیت“ کہ میں بھی زندگی اور موت دے سکتا ہوں۔

مگر اس کی یہ بات اتنی بے حقیقت اور ناقابل التفات تھی کہ قرآن نے اس کا بلغظ جواب دینا بھی مناسب نہ سمجھا، اور ابراہیمؑ نے بھی اس کی حماقت کو دیکھ کر بات پلٹ دی، کہ بے توف تو موت اور حیات کے معنی حقیقی بھی نہیں سمجھتا، ایک ہے مارنا ایک ہے پیدا کرنا، ایک ہے زندگی دینا، اور ایک ہے موت سے دو چار کرنا؛ یہ سب اپنی حقیقت کے اعتبار سے بالکل جدا گانہ اور علیحدہ ہے۔ بس اسی طرح ہم مسلمانوں کی بھی اُن کی ان باتوں کی طرف نہ توجہ کرنے کی ضرورت ہے اور نہ اُسے تسلیم کرنے کی، کیوں کہ ہمارا عقیدہ ہے کہ ”ہو الذی یحی و یمیت“ اللہ ہی وہ ذات ہے جو زندگی اور موت دونوں کے لینے اور دینے کا مالک ہے۔ لہذا اللہ کے علاوہ کسی کیلئے بھی چاہے کتنی ہی کوششیں اور عقلی گھوڑے کیوں نہ دوڑاوے اور کتنے ہی تجربات کیوں نہ کر لے، یہ کبھی ممکن نہیں ہو سکتا، کہ وہ مردہ کو زندہ کر سکے، اور نہ ہی زندہ کو اپنے کلی اختیار سے موت دے سکے۔ مسلمان کسی بھی صورت میں نہ اس کو تسلیم کر سکتا ہے اور نہ اپنے مردوں کو ”کریونیکس“ کر سکتا ہے، بلکہ اُسے ایمان رکھنا ہوگا کہ موت حق ہے، آخرت حق ہے، فناء عالم حق ہے، جنت و جہنم حق ہے، جزاء و سزا حق ہے، مرنے کے بعد عالم برزخ کی حیات حق ہے۔

اللہ ہم سب کو تمام فتنوں سے محفوظ فرما کر ہمارے لیے خیر کا فیصلہ فرمائے۔ آمین یا رب العالمین!